13478 ـ كيا قرآن جمع كرنا اور جمعہ كى پہلى اذان بدعت ہے ؟

سوال

اگر بدعت مردود ہے قابل قبول نہيں تو قرآن مجيد جمع كرنے كے بارہ ميں كيا ہے ؟ اور اسى طرح دوسرى اشياء كا اضافہ مثلا عمر رضى اللہ تعالى عنہ كا اذان ميں اضافہ كرنا ؟
برائے مہربانى اس كى وضاحت فرمائيں، كيونكہ بعض لوگ بدعت كى تقسيم كرتے ہوئے بدعت حسنہ كو جائز قرار ديتے ہوئے اسے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى طرف منسوب كرتے ہيں، آيا يہ صحيح ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

بدعت كى حقيقتا ور اس كے اصول و ضوابط معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (864) اور (205) اور (10843) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

اور آپ نے جو يہ ذكر كيا ہے كہ ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ نے قرآن مجيد جمع كيا تھا، اس كے متعلق گزارش ہے كہ يہ بدعت نہيں بلكہ يہ سنت ہے جس پر لزوم كا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حكم ديتے ہوئے فرمايا:

" تم ميرى اور ميرى بعد خلفاء راشدين المھديين كى سنت كو لازم پكڑو "

سنن ترمذى حديث نمبر (2676) سنن ابو داود حديث نمبر (4607) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (42) اس حديث كو امام ترمذى نے اور امام حاكم (1 / 177) نے صحيح قرار ديا ہے اور علامہ البانى نے صحيح الجامع حديث نمبر (2549) ميں صحيح كہا ہے، يہ حديث عرباض بن ساريہ رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے اور يہ خليفہ راشد ابو بكر الصديق رضى اللہ تعالى عنہ كى سنت ميں سے ہے.

اور بدعت اسے كہا جاتا ہے كہ كسى ايسے عمل سے اللہ تعالى كا تقرب حاصل كيا جائے جس كى مثال پہلے نہ گزرى ہو، قرآن مجيد تو پہلے سے لوگوں كے سينوں ميں اور مختلف تختيوں ميں كئى ايك صحابہ كرام كے پاس جمع تھا، اور اس سارے قرآن مجيد كو ايك ہى جگہ اور ايك كتاب ميں جمع كرنا كوئى منكر كام نہيں.

زيد بن ثابت رضى اللہ تعالى كو جب ابو بكر صديق رضى اللہ تعالى عنہ نے قرآن مجيد جمع كرنے كا حكم ديا تھا تو زيد رضى اللہ تعالى عنہ فرماتے ہيں:

تو میں قرآن مجید کو اوراق اور چمڑے اور ہڈیوں اور کھجور کی چھال اور لوگوں کے سینوں وغیرہ سے جمع کرنا شروع کیا.

قاضی ابو بکر الباقلانی نے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے اس فعل کی کئی ایك وجوہات بیان کی ہیں ان میں سب سے اچھی اور بہت یہ پانچ ہیں:

اول:

رسول کریم صلی اللہ وسلم نے مصلحت کی بنا پر ایسا نہیں کیا اور ضرورت کی بنا پر ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے جمع کر دیا.

دوم:

اللہ سبحانہ و تعالی نے خبر دی ہے کہ یہ صحف اولی میں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اس جیسا ہے فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالی کا رسول پاك صحیفے تلاوت کرے، جن میں صحیح اور درست احکام ہوں .

تو یہ اللہ اور اس کے رسول کی اقتداء کرتے ہوئے ہوا.

سوم:

انہوں نے اس اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان کو ثابت اور پورا کرنا چاہا:

یقینا ہم نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں .

یہ اس کے پاس محفوظ تھا، اور اللہ نے ہمیں بتایا کہ اس کے نزول کے بعد بھی اس کی حفاظت کریگا، اور اس کی حفاظت میں یہ شامل ہے کہ اللہ تعالی نے اسے جمع کرنا صحابہ کے لیے آسان کر دیا، اور اس کی تقیید اور ضبط میں ان سب کو جمع فرمایا کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا.

چہارم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو قرآن مجید خود لکھاتے اور اس کی املاء کرواتے تھے، کیا کسی متصور پر اس کے دل میں صحیح معنی مخفی ہو سکتا ہے کہ یہ اس کی کتابت اور ضبط اور صحیفہ میں تقیید پر تنبیہ تھی، اگر اللہ کا اس کی حفاظت کا ضامن ہونے میں امت کا کوئی عمل نہ ہوتا تو اللہ تعالی کا اس کی حفاظت کا ذمہ لینے اور

بتا دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ لکھواتے، لیکن آپ کے علم میں تھا کہ اللہ کی حفاظت میں شامل ہے کہ وہ اسے ہمارے لیے آسان کرے اور اس کی کتابت کی تعلیم دے اور ہمارے مابین صحف میں ضبط کروائے.

پنجم:

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے منع فرمایا ہے" یہ اس کی تنبیہ ہے کہ امت میں قرآن لکھا ہوا ہو گا اور وہ اسے اپنے ساتھ سفروں میں لے کر جائیں گے.

ابو بکر بن العربی کہتے ہیں:

یہ سب سے واضح وجوہات ہیں.

دیکھیں: احکام القرآن (2 / 612).

اور آپ کا یہ کہنا کہ: عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان میں کوئی نئی چیز اضافہ کیا تھا، اس کے متعلق ہمیں تو کوئی علم نہیں، لیکن شائد آپ کا اس سے مقصد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نماز جمعہ کے لیے پہلی اذان کا اضافہ ہے، اور یہ صحیح ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایك ہی اذان ہوا کرتی تھی، اور جب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو خلافت ملی اور مدینہ میں وسعت ہو چکی تھی اور آبادی پھیل گئی تھی تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ جمعہ کے لیےوقت سے قبل ایك اذان کہی جائے تا کہ لوگ جمعہ کی تیاری کر لیں اور اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے.

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے دور میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا، اور جب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو خلافت ملی اور لوگ زیادہ ہو گئے توانہوں تیسری اذان کا اضافہ کر دیا.

اور ایك روایت میں ہے تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی اذان کا حکم دیا، اور ایك روایت میں ہے دوسری اذان کا عثمان رضی اللہ نے حکم دیا.

اس میں کوئی تناقض اور منافاۃ نہیں، اسے تیسری زیادہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے، اور اذان اور اقامت سے مقدم ہونے کی بنا پر پہلی کہا گیا، اور دوسری حقیقی اذان کے اعتبار سے نہ کہ اقامت ۔ یہ زوراء پر کہی جاتی تھی.

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری کہتے ہیں کہ مدینہ کے بازار میں زوراء نامی ایك جگہ تھی جہاں اذان ہوتی.

صحیح بخاری حدیث نمبر (870).

اور یہ اذان بدعت میں شامل نہیں ہوتی بلکہ یہ خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت میں شامل ہوتی ہے جس کے التزام کا حکم دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میری اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کا التزام کرو "

پھر یہ اذان تو ایك معقول علت کے ساتھ معلول ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کو نماز قریب ہونے کی تنبیہ کرنا، اور علم کے لیے یہ بھی ہے کہ اس اذان پر کوئی احکام مرتب نہیں ہوتے مثلا خرید و فروخت کی حرمت یا مسجد جانے کا وجوب، اور پھر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ فقہ میں تھا کہ انہوں نے اسے مسجد میں نہیں بلکہ بازار میں دینے کا حکم دیا، اور اس طرح کی چیز کا زیادہ سے زیادہ صرف لوگوں کو نماز کا وقت قریب ہونے پر متنبہ کرنا، کیونکہ گھروں کی دوری کی بنا پر ایسا ہوا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کوفہ میں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر اس پر عمل نہیں کیا.

واللہ اعلم .